Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 34, Sr.No.92, 2013 pp 73 - 88

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۴، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۳ء، شمارہ ۹۲

علامہ اقبال اور طب: افکار و نظریات اور فروغ کے لیے تحریری و تقریری خدمات

رانا غلام یٰسین ☆

Abstract:

Allama Dr Muhammad Iqbal is a multidimentional personality.He was blessed with unlimited genious with a broad area of interest. Researchers have explored his varied works from all perspectives.New horizens of his thoughts are being serched by researched scholars of the age.I have ventured to take up a new aspect of his manifolded personality.That is his interest and approch in native or islamic tib.In this article I have discussed his thoughts about tib, his interest concern for the evolution of Islamic tib and his desire to accelerate research work in tib.

خالق کائنات کا انسانوں پر احسان عظیم ہے کہ اس نے تخلیق آدم کے ساتھ ہی انسانیت کی رہنمائی کے لیے اپنے برگزیدہ نبی مبعوث فرمائے اور اس کی بے پایاں رحمتوں کا سلسلہ اس وقت پایہ تکمیل تک پہنچا جب اس نے خاتم الانبیاء کو مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ انسانیت کے محسن اعظم ہیں۔ آپ ﷺ نے دنیا و آخرت کے ہر معاملے میں انسانوں کی نہ صرف رہنمائی فرمائی بلکہ اپنا اسوہ حسنہ ان کے سامنے رکھا۔ آپ ﷺ نے مذہبی، معاشی، معاشرتی، اخلاقی، تعلیمی اور روحانی و جسمانی اصلاح

☆ (پی۔ایچ۔ڈی سکالر) گورنمنٹ کالج، جام پور، ضلع راجن پور

کے لیے اپنی سیرت طیبہ کے ذریعے انسانیت کی رہنمائی فرمائی۔رب کائنات نے آپ ﷺ کو وہ نسخہ کیمیا عطا فرمایا کہ جس کے ذریعے آپ ﷺ نے دکھی لوگوں کے زخموں پر مرہم رکھا۔یہ نسخہ کیمیا انسانوں کے لیے نہ صرف کہ شفاء ورحمت ثابت ہوا بلکہ قیامت تک کے لیے نسخہ شفاء و رحمت ہے۔قرآن مجید میں بیماریوں کی دو اقسام ہیں۔

(۱) دلوں کی بیماری (۲) اجسام کی بیماری

دلوں کی بیماری کے ساتھ ساتھ اجسام کی بیماری کا ذکر بھی قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے۔سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

لیس علی الاعمیٰ حرج الا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج(۱)

اندھے پر کسی قسم کی ادائیگی فرض ہونے پر ذمہ داری نہیں ہے اسی طرح ٹانگوں سے محروم چلنے سے معذور پر ذمہ داری نہیں ہے اور بیمار اور محتاج پر ذمہ دارری نہیں ہے

اسی طرح سورۃ بقرۃ میں ارشاد ہے

فمن کان منکم مریضا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر(۲)

جو تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو پھر دوسرے ایام میں ان کو پورا کرلے

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے

فمن کان منکم مریضا او بہٖ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک(۳)

جو تم میں سے مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی اذیت ہو تو وہ روزے کا فدیہ ادا کرے یا مال کا صدقہ دے یا کوئی قربانی کے جانور کا ذبیحہ دے بیماری کی ساتھ ہی قرآن مین یہ بات بھی بتا دی گئی کہ جب انسان بیمار ہوتا ہے تو اس کو شفاء اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے

چنانچہ ارشاد ہے

واذا مرضت فھو یشفین(۴)

اور جب تم بیمار ہوتے ہو تو وہی تمہیں شفاء دیتا ہے

قرآن مجید کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بیماری میں سہولت بھی عطا کی۔پرہیز بھی بتائے اور اساسی اصول طب کی طرف رہنمائی بھی فرمائی، بہت سی چیزیں اور پھلوں کا ذکر بھی کیا جو

انسانوں کے لیے مفید ہیں ۔شہد کو شفاء کہا گیا اسی طرح زیتون ،انگور، انجیر، پیاز، ککڑی لہسن اور کئی دوسرے پھلوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان اصولوں کو اپنی سنت کے ذریعے امت کے سامنے رکھا اور بہت سے امراض کے سلسلے میں علاج کی طرف رہنمائی بھی فرمائی۔

احادیث نبوی ،قرآن مجید کے اصولوں کی تشریح ہیں اور آپ ﷺ نے اپنے اقوال وافعال کے ذریعے اپنی امت کی رہنمائی فرمائی ۔جس طرح آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت اور رہنمائی فرمائی اسی طرح طب کے شعبہ میں بھی رہنمائی فرمائی۔ بہت سی بیماریوں کا علاج، پرہیز ،غذا، طبیب کا انتخاب سب کچھ بتایا گیا ہے۔ کتب احادیث میں علماء نے طب کے باقاعدہ باب مقرر کیے ہیں چند ایک مرامیں ملاحظہ ہوں۔

فرمان نبوی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے، جب دوا کا استعمال بیماری کے مطابق کیا جاتا ہے تو حکیم الٰہی کے طفیل شفاء ہو جاتی ہے (یہ حدیث ابو زبیر نے جابر بن عبداللہ کی سند سے روایت کی ہے) (۵)

ایک اور فرمان ہے: ضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی خداﷺ نے فرمایا کہ خدا نے دنیا میں جب کوئی بیماری پیدا فرمائی تو اس کی شفاء اور دوا بھی ساتھ ہی ساتھ نازل فرمائی (٦)

ابن ماجہ میں کے ایک اور ارشاد ہے

ان الله عز و جل لم ینزل داء الا انزل له شفاء علمه من علمه و جهله من جهله

کہ خدائے عزوجل نے کوئی بیماری دنیا میں ایسی نہیں بھیجی جس کے لیے شفاء نازل نہ کی ہو ،جنھوں نے جاننا چاہا انہیں بتایا اور جنھوں نے پرواہ نہ کی انہیں ناواقف رکھا (۷)

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ

خدا نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں کی جس کے لیے شفاء اور دوا نازل نہ کی ہو، اس کا علم جس نے جاننا چاہا اسے عطا کر دیا گیا اور جو اس سے غافل رہا وہ اس سے بے بہرہ ہی رہا (۸)

مسند وسنن میں ابوخزامہ سے مروی ہے

قال قلت یا رسول الله ارایت رقی نسترقیها ودواء نتداوی به وتقاة نتقیها هل تردمن قدرالله شیئا فقال هی من قدرالله(۹)

کہ میں نے پیغمبر خدا سے عرض کیا آپ کے سامنے ہے کہ ہم جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور دواؤں کا استعمال کرتے ہیں اور بیسیوں پرہیز کرتے ہیں جن سے نفع ہوتا ہے تو کیا تقدیر الٰہی کی اس سے مخالفت تو نہیں ہوتی۔

آپ ﷺ نے فرمایا یہ بھی تو تقدیر الٰہی ہے کہ یہ ساری چیزیں اپنا اثر رکھتی دکھاتی ہیں ان احادیث سے طب کے حوالے سے کئی باتوں پر روشنی پڑتی ہے

۱۔ ہر بیماری کی دوا موجود ہے

۲۔ دوا کو بیماری کے مطابق استعمال کیا جائے۔یعنی اسی بیماری ہی کی دوا ہو اور مقدار بھی بیماری کے مطابق ہو

۳۔ دوا موجود ہے لیکن اب یہ جاننے والے پر موقوف ہے کہ وہ اس بیماری کی دوا کا علم جاننا چاہتا ہے یا نہیں۔اس سے علم طب کے ارتقاء ہر نہ صرف کہ روشنی پڑتی ہے بلکہ اس علم کی دعوت دی گئی ہے

۴۔ دوا کرنا ضروری ہے اور یہ تقدیر الٰہی کے خلاف نہیں بلکہ اس کے مطابق ہے

آپ ﷺ نے تقریباً اکثر مراض کا علاج بتایا ہے احادیث کی کتب میں طب کے باب قائم کیے گیے ہیں جن میں آپ ﷺ کی بیان کردہ ادویات کا ذکر موجود ہے۔آپ ﷺ نے جن بیماریوں کا علاج بتایا ہے ان میں بخار، معدہ کے امراض، طاعون، استسقاء، زخم، مرگی، عرق النساء، قبض،، خارش، ذات الجنب، آدھا سیسی، درد شقیقہ، درد سر، نکسیر، امراض دل، آشوب چشم، زہریلے اثرات، گرمی دانے، ورم، پھوڑے، سر کے جوں کا علاج، حذر، پھنسیاں اور اسہال شامل ہیں۔

مختلف امراض کے لیے مفید اشیاء و مفردات کے فوائد بھی مختلف احدیث میں بیان کیے گیے ہیں جن میں شہد، حناء، ترنج، چاول، تربوزہ، کچی کھجور، نیم پختہ کھجور، انڈا، پیاز، بینگن، انجیر، برف، لہسن، کھجور کا گابھ، خرما کھجور، پنیر، ریشم، دانہ ارشاد، میتھی، سرکہ، تیل، چرائتہ، خوشبو، انار، زیتون، مکھن، کشمش، سونٹھ، بہی، گھی، مچھلی، چقندر، کلانجی، جو، چربی، بھنا ہوا گوشت، کیلا کا شگوفہ، انگور، مسور، چاندی، سونا، ککڑی، گنا، پیلو کا پھل، نیل، گوشت دودھ، پانی، بیری کا پھل، ورس، آب زم زم، پانی اور مشک شامل ہیں۔اسی طرح آپ ﷺ نے مختلف بیماریوں کے پرہیز اور غذا کے بارے میں بھی

ہدایات دی ہیں اور حفظان صحت کے اصول بھی بیان فرمائے ہیں۔

آپ ﷺ نے مریضوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ ماہر اطباء کو تلاش کریں، ان کو امراض کا حال بتائیں، وہ جو دوا تجویز کریں اس کو استعمال کریں اور اس کی ہدایات پر عمل کریں۔ بہت سے علمائے اسلام نے طب کے حوالے سے احادیث نبویہ کو جمع کیا اور ان کی تدوین بھی کی۔ یہ طب کا سب سے مفید اور کامیاب حصہ ہے اور رب جلیل کی طرف سے بذریعہ وحی ان کی تائید کی گئی ہے۔ طب کی احادیث کی جمع آوری اور تدوین کے حوالے سے امام ابو بکر (وفات: ۲۴۶ھ)، امام ابونعیم الاصبہانی (وفات: ۴۳۰ھ) امام ابن قیم الجوزیہ (وفات: ۷۵۱ھ) خاص شہرت کے حامل ہیں۔

طب نبوی کو بنیاد بنا کر وقت اور حالات کے مطابق تجربہ اور مشاہدہ کے ذریعے عقل سلیم کو کام میں لاتے ہوئے مسلمانوں نے علم طب کو نہ صرف کے فروغ دیا بلکہ اس میں گران قدر اضافے کیے اور مغربی دنیا کو اس سے روشناس کیا۔ بوعلی سینا،

ابوالقاسم الزہراوی، عبدالمالک اصمعیؒ اور دیگر علماء کی طبی خدمات کو کون بھلا سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے اپنے اسلاف کے اس علمی سرمائے سے نہ فائدہ اٹھایا بلکہ اسے نظرانداز کر دیا۔

حکیم الامت علامہ محمد اقبال کو آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس سے عشق تھا اور سیرت طیبہ کے ہر پہلو پر وہ دل وجان سے نثار تھے۔ امت مسلمہ کو سیرت نبوی کو اپنی زندگی میں سمونے کی دعوت دیتے رہے کیونکہ ان کے نزدیک آپ ﷺ کی سیرت کامل اور اکمل ہے اور زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو مسلمانوں کے لیے مینارہ نور نہ ہو۔ مسلمان علماء نے آپ کی ذات اقدس کو منبع فیض بنایا اور ہر میدان میں دنیا کے امام بن گئے۔ انہاں نے علوم وفنون کا بیش بہا خزانہ چھوڑا۔ اقبال کی خواہش تھی کہ مسلمان اس علمی خزانے سے نہ صرف فائدہ اٹھائیں بلکہ اسے آگے بڑھائیں کینکہ یہی اسلامی ثقافت کی روح ہے۔

اقبال کو اس بات کا بڑا قلق تھا کہ مسلمانوں کے اس علمی خزانے سے دوسری اقوام فائدہ اٹھا رہی ہیں جبکہ مسلمان اس سے محروم ہیں اسی لیے اقبال نے فرمایا مگر وہ علم کے موتی کتا بیں اپنے آ با کیجو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ (۱۰)

علم طب کے حوالے سے بھی اقبال کے یہی خیالات تھے کہ مسلمانوں نے اس میدان میں

بڑا کام کیا لیکن ان کے جانشینوں نے اس کام کو آگے نہیں بڑھایا۔ آپ کی بڑی خواہش تھی کہ علم طب کو فروغ حاصل ہو۔ اقبال کو جب بھی اور جہاں بھی موقع ملا آپ نے علم طب کے فروغ کے لیے اس کی حمایت کی۔ ۲۲ فروری ۱۹۲۸ کو پنجاب لجسلیٹو کونسل میں طب یونانی کی حمایت میں ایک ریزولیوشن پیش ہوئی آپ نے اس کی پرزور حمایت کی اور اس کی حمایت کرتے ہوئے ایک تقریر فرمائی جس میں حکومت کی طب کی طرف عدم دلچسپی اور مغربی طب کی حمایت کا ذکر کیا اور طبی نظام کو فروغ دینے پر زور دیا۔ آپ نے فرمایا اس ملک میں یہ خیال عام ہوتا جا رہا ہے کہ حکومت ایک طرف تو مغربی طب کی حمایت اور دوسری طرف ملکی طب کی عدم حمایت اس لیے کر رہی ہے کہ اس کے پیش نظر تجارتی اغراض ہیں میں نہیں کہ سکتا کہ اس نظریہ میں سچائی کس حد تک ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ طب یونانی اور آیورویدک حکومت کی حمایت سے محروم ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان تمام باتوں کے باوجود جو طب مغربی کی حمایت میں کہی جاتی ہیں اس کو اب بھی طب یونانی سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ طب یونانی سے متعلق بہت سی کتابیں بالخصوص نجیب الدین سمرقندی کی تصانیف اب تک شائع نہیں ہوسکیں۔ یورپ کے کتب خانوں میں ایسی بہت سی کتابیں موجود ہیں جن کے شائع ہونے سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جائیں جو طب مغرب کی برتری کے فخریہ طور پر قائل ہیں۔ ہم یہ امر بھی نظر انداز نہیں کر سکتے کہ ہندوستان ایک غریب ملک ہے اور یہاں کے باشندے قیمتی دواؤں کا استعمال نہیں کر سکتے اس لیے ایسے نظام کو جو سستا ہو رواج دینا ضروری ہے۔ اس نکتہ کے پیش نظر میرا خیال یہ ہے کہ یونانی طب اور آیورویدک طبی نظام ہمارے لیے زیادہ مناسب ہیں۔ یہ درست ہے کہ جس طریق پر ہماری دوائیاں تیار کی جاتی ہیں وہ ناقص ہے اور اس میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایک ایسے ادارے کی ضرورت ہے جو دوا سازی سکھائے مجھے یقین ہے کہ ہمارا اپنا دوا سازی کا طریق دوسرے طریقوں کے مقابلہ میں ہماری صحت کے لیے موزوں ہے اگر اصل موضوع سے تھوڑا سا انحراف ناگوار خاطر نہ ہو تو میں ایک واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میرے قیام انگلستان کے دوران میں میرے ایک انگریز دوست نے کہا کہ ہمارا کھنا پکانے کا طریق بالکل غیر قدرتی ہے اور اس طرح خوراک کی اصل لذت پکانے کے دوران میں مفقود ہو جاتی ہے اس نے مغرب کے کھانا پکانے کے طریقے کی بہت تعریف کی اس پر میں نے اس سے کہا کہ جیسا ہم اپنے کھانے کے ساتھ کرتے ہیں مغرب والے ویسا ہی اپنی دواؤں کے ساتھ کرتے ہیں۔ آمدم برسر مطلب میرا خیال ہے کہ اگر گورنمنٹ سنجیدگی سے

دیسی طب کی اصلاح کی کوشش کرے تو یہ طریقے اس ملک کے لیے بے حد مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔لہٰذا میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ اس معاملہ کی طرف توجہ مبذول کرے۔(۱۱)

اسلامی طب سے آپ کو بہت زیادہ دلچسپی تھی کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ یہ ہماری ثقافت کا حصہ ہے مسلمان اطباء نے طب میں بے پناہ خدمات سرانجام دیں، آپ کی خواہش تھی کہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی میراث حاصل کریں اور طب کو جدید خطوط پر استوار کریں اور اس کو ترقی دیں اس لیے اگر کسی نے تھوڑا سا کام بھی طب کے فروغ کے لیے کیا اور وہ آپ کے علم میں آیا تو آپ نے اس کو داد دی اور اس کی تعریف کی۔حکیم خواجہ شمس الدین نے طب پر ایک رسالہ لکھا تو آپ نے اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور ساتھ اس دکھ کا بھی اظہار کیا اسلامی طب کی تاریخ کی طرف توجہ نہیں دی گئی حالانکہ طب کی تاریخ ہی سے مسلمانوں کے طب میں کارہائے نمایاں منظر عام پر آسکتے ہیں۔طب اسلامی کے حوالے سے آپ کی معلومات بھی کافی تھیں اسی خط میں آپ نے حوالہ دیا کہ یورپی زبانوں میں اسلامی طب پر کئی کتب موجود ہیں اور ایک انگریز کے لیکچرز کا حوالہ بھی دیا جو اس نے اسلامی طب پر دیے تھے ۲۲ اگست ۱۹۲۶ کو حکیم خواجہ شمس الدین کے نام رائے تحریر فرمائی۔آپ نے لکھا آپ کا رسالہ ''عربی طب'' نہایت دلچسپ ہے۔اسلامی دنیا میں آج تک کسی نے اسلامی طب کی تاریخ کی طرف توجہ نہیں کی۔یورپی زبانوں میں اس مضمون پر متعدد کتابیں موجود ہیں۔انگریزی میں پروفیسر برون مرحوم کے چار لیکچر جو انہوں نے عربی طب پر دیے تھے اور جو ان کی زندگی میں ہی شائع ہو گئے تھے، بہت دلچسپ ہیں۔میرے نزدیک تصفیق طلب بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے طب اور دیگر علوم میں کہاں تک تجربہ اور مشاہدہ سے کام لیا(۱۲)

حکیم محمد سعید نے طب پر ایک کتاب لکھی جو کلیات طب جدید کے نام سے شائع ہوئی اقبال کو وہ کتاب پسند آئی آپ نے اس کاوش کو نہ صرف کہ سراہا بلکہ اس پر تقریظ بھی لکھی اور اس کتاب کو ہندوستانی طبیبوں کے لیے نہایت مفید قرار دیا۔اس تقریظ سے بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ کو طب کے فروغ سے کتنی دلچسپی تھی آپ نے لکھا طب جدید پر رائے دینے کے میں قابل نہیں۔اس کے چند حصوں کو میں نے نہایت دلچسپی سے مطالعہ کیا ہے۔ایک عام ادبی حیثیت سے جو طبیب نہ ہو، میں یہ کہ سکتا ہوں کہ مصنف نے اس ملک کے طبی ادب میں بہترین اضافہ کیا ہے۔مجھ کو یقین ہے کہ ان کی کتاب ان ہندوستانی اطباء کے لیے نہایت ہی مفید ہوگی، جو مغربی اصولوں سے اور مغربی طبی تحقیقات سے بہرہ ور نہیں ہیں (۱۳)

اسی طرح آپ نے حکیم ظفریاب علی صاحب کے دواخانے کے متعلق رائے دیتے ہوئے فرمایا حکیم ظفریاب علی صاحب جو دہلی کے طبیہ کالج کے ممتاز طلبا میں سے ہیں، کئی سال سے لاہور میں پریکٹس کر رہے ہیں۔حال میں انہوں نے ایک یونانی دواخانہ لاہور میں کھولا ہے جس کی نسبت مجھے یقین ہے کہ کامیاب ہوگا۔میں نے اپنے احباب سے سنا ہے کہ اس دواخانے میں نسخے نہایت احتیاط سے تیار کیے جاتے ہیں یونانی طب کی ہر دل عزیزی اچھے دواخانوں ہر منحصر ہے۔مجھے امید ہے کہ حکیم ظفریاب علی صاحب کی مساعی بارآور ہوگی (۱۴)

طب سے دلچسپی اور اسلامی طب کے فروغ کے حوالے سے ایک اور بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں وہ یہ کہ آپ نے کئی احباب کو ادویات کے حوالے سے جب بھی کبھی کوئی مشورہ دیا تو وہ بھی طبی ادویات کے بارے میں دیا۔مولانا گرامی کو شوگر تھی آپ نے اسے ایک طبی نسخہ بتاتے ہوئے ۲۷ اگست ۱۹۲۷ کو مولانا گرامی کو لکھا ذیابیطس کا ایک مجرب نسخہ میں نے خان بہادر اللہ بخش مرحوم سے سنا تھا۔جامن کی گٹھلی سائے میں خشک کیجیے پھر اسے پیس کر کپڑے میں چھانکر اور ذرا سا نمک ملا کر پانی کے ساتھ بقدر دو تین ماشہ صبح کھایا کیجیے۔وہ کہتے تھے بیماری کی ابتدا ہو تو اس سے صحت ہو جاتی ہے۔سو اگر آپ کا ذیابیطس جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے تو شاید یہ نسخہ مفید نہ ہوگا لیکن اگر بڑھاپے کی غلط کاری کا نتیجہ ہے تو ضرور مفید ہوگا۔۔۔۔۔دہلی جا کر حکیم صاحب سے علاج کرائیے۔۔۔لاہور آئیے تو یہاں سے علاج کرائیے ڈاکٹر محمد حسنین صاحب اچھے طبیب ہیں (۱۵)

اسی طرح اپنے بھتیجے شیخ اعجاز احمد کو اختلاج قلب کے حوالے سے آپ نے کوئی ٹانک استعمال کرنے کا مشورہ دیا اور ساتھ ہی حوالہ بھی دیا کہ زمانہ طالب علمی میں انہیں بھی یہ مرض ہوا تھا ۱۲ مئی ۱۹۲۲ کو شیخ اعجاز احمد کو لکھا بھائی صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ تم کو ۱۱ روز میں دو دفعہ اختلاج قلب کی شکایت ہوئی ہے میرا خیال ہے کہ شاید اس کا باعث بائیسیکل کی متواتر سواری ہے تم کو چاہئے کی بائی سیکل کی سواری کچھ دنوں کے لیے بالکل ترک کر دو اور اب تو تمہیں شاید اس کی ضرورت بھی نہ پڑے اس کے علاوہ تم اپنا مفصل حال لکھو تو میں تمہارے لیے یہاں سے کوئی نسخہ تجویز کراؤں کسی عمدہ ٹانک کا استعمال ضروری ہوگا اس قسم کی شکایت مجھے بھی طالب علمی میں تھی گھبرانا نہیں چاہیے (۱۶)

اپنے والد ماجد کو لسی کے فوائد بیان کرتے ہوئے ۳ جون ۱۹۲۰ کو شیخ نور محمد کے نام خط میں

لکھتے ہیں میں نے یورپ کے مشہور حکیم کی کتاب میں دیکھا ہے کہ جو شخص ہر روز دہی کی لسی پیا کرے اس کی عمر بڑھتی ہے وہ کہتا ہے کہ انسان کے جسم میں ایسے جراثیم ہیں جو قاطع حیات ہیں اور دہی کی لسی ان جراثیم کے لیے بمنزلہ زہر کے ہے یہی وجہ ہے کہ گاؤں کے رہنے والے لوگ شہریوں کی نسبت عموما طویل العمر اور تندرست ہیں علی بخش نے کل مجھے بتایا کہ اس کی چچی کی عمر لمبی ہوئی اور آخر میں اس گذران زیادہ تر لسی پر تھی۔ ترش لسی تو شاید آپ کے لیے مفید نہ ہو کہ آپ کا گلا خراب ہے البتہ میٹھے دہی کی لسی اگر صبح پی جائے تو شاید مفید ہو اس کا تجربہ بھی کرنا چاہیے (۱۷)

۴ جنوری ۱۹۲۰ کو مولانا گرامی کو لکھا اس مرض میں دوا سے زیادہ فائدہ پرہیز میں ہے، جو آپ سے ناممکن ہے۔ بہتر ہو کہ آپ کچھ مدت کے لیے یہاں آکر ڈاکٹر محمد حسنین صاحب سے علاج کرائیے بشرطیکہ پرہیز کرنے کا ارادہ مستحکم ہو جائے۔۔۔ میرے جہاد کو دیکھئے کہ چوبیس گھنٹے میں صرف ایک دفعہ کھاتا ہوں اور تمام ثقیل او دیر ہضم چیزوں سے پرہیز کرتا ہوں (۱۸)

۱۹۲۹ میں لاہور میں انفلوئنزا کی وبا پھوٹ پڑی جس کی وجہ سے بے پناہ لوگ ہلاک ہوئے اس بیماری کی ادویات بھی میسر نہیں تھیں ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۹ کو خان نیاز الدین خان کو اس بیماری کا ایک نسخہ بتاتے ہوئے لکھا لاہور میں وبا کی شدت بہت ہے یہاں تک کہ گورکن بھی میسر نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ سب جگہ اپنا فضل کرے اس بیماری کے جراثیم فضا میں پائے جاتے ہیں اور غضب یہ ہے کہ اطبا اس کی تشخیص سے عاری ہیں۔ دوائی سے اس کا مقابلہ نہیں ہوسکتا کہ دوائی میسر نہیں ہوتی۔ دارچینی کا استعمال کہتے ہیں کہ مفید ہے۔ قہوہ دو چار دفعہ دن میں پینا چاہیے (۱۹)

طب اسلامی کے فروغ کے حوالے سے آپ کو کوئی بھی موقع ہاتھ آتا تو آپ اسے جانے نہ دیتے۔ لاہور میں ایک انجمن تھی جس کا نام ''انجمن طبیہ'' تھا مئی میں اسلامیہ کالج میں اسکا ایک اجلاس ہو رہا تھا جس میں نہ صرف آپ نے شریک ہونا تھا بلکہ طب پر آپ نے تقریر بھی کرنی تھی۔ لیکن آپ بخار کے باعث اس جلسے میں نہ جاسکے تو سیکریٹری سے معذرت کرنا چاہتے تھے ۲۱ مئی ۱۹۲۷ کو ماسٹر عبداللہ چغتائی کو اسی حوالے سے ایک خط تحریر کیا میری بیوی دفعتاً بہت بیمار ہوگئی ہے اس وجہ سے آج میں مذاکرہ طبیہ کے جلسے میں جو شام کو اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں میرے زیر صدارت ہونے والا ہے حاضر نہیں ہوسکوں گا۔ مجھے معلوم نہیں کس کو لکھوں نہ انجمن طبیہ کے سیکریٹری کا نام معلوم ہے نہ ان

کا پتہ معلوم ہے۔شاید وہ آپ کے اسلامیہ کالج کے طبیہ کلاس کے پروفیسر ہیں۔اگر یہ صحیح ہے تو مہربانی کر کے آپ ان کو اسی وقت اطلاع دے دیں کہ میں حاضر نہ ہوسکوں گا۔اگر وہ صاحب کالج میں پروفیسر نہیں ہیں تو مہربانی کر کے ان کا نشان معلوم کر کے انہیں مطلع فرمائیے۔جلسے کا وقت شام کا ہے اور اسی وقت ڈاکٹر صاحب آنے والے ہیں کل بخار۔۔۔اس تردد وفکر میں جلسے جا کر تقریر کرنا میرے لیے مشکل ہے(۲۰)

۱۹۱۷ سے انتقال تک علامہ صاحب مختلف بیماریوں میں مبتلا رہے،اسی طرح والدہ جاوید بھی شدید علیل رہیں۔آپ درد گردہ ،نقرس ،درد دنداں،گلے کی بیماری،آواز کا مسئلہ،کھانسی بلغم،درد شانہ،بخار،ملیریا،پیچش ،ضعف بصارت موتیا بند،دمہ،قبض ،ریح وغیرہ میں مبتلا رہے۔آپ نے ہمیشہ طبی علاج کو ترجیح دی۔ایلو پیتھک علاج بھی اگر چہ کیا لیکن طبی علاج جاری رہا۔اور آپ کے معالج بھی زیادہ تر حکیم ہی تھے۔حکیم نابینا حالانکہ دور تھے لیکن خط وکتابت کے ذریعے بھی مشورہ انہی سے ہوتا رہا۔ایلو پیتھک علاج سے آپ مطمئن نہ تھے اس کا اظہار انہوں نے مختلف خطوط میں بھی کیا اور نجی گفتگو میں بھی آپ کو طبی علاج سے کس قدر لگاؤ تھا اس کا اظہار سید نذیر نیازی نے کچھ یوں کیا دراصل علامہ کا اپنا رجحان طب ہی کی طرف تھا اور اس کی وجہ تھی کچھ تو ان کا ماضی کے ساتھ جذباتی لگاؤ ،کچھ ذاتی تجربہ مثلاً یہی درد گردہ کی تکلیف جو حکیم صاحب مرحوم کے علاج سے دور ہوئی اور جس کی بنا پر وہ سمجھتے تھے کہ ڈاکٹری طریقہ علاج کو دوسرے طریقوں پر وہ مطلق برتری حاصل نہیں جس کا اسے دعویٰ ہے۔ان کا تو یہ خیال بھی تھا کہ اگر اطباء زیادہ

محنت اور کاوش سے کام لیں تو بہت ممکن ہے انہیں اپنے یہاں ایسی موثر اور کارگر دوائیں مل جائیں جن کو فی الواقع اکسیر سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔پھر اگر اس ملک کی آب وہوا،عادت وخصائل، غذا اور طرز زندگی کا لحاظ رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو طبی علاج شاید ڈاکٹری طریق علاج سے کچھ بہتر ہی ثابت ہوگا۔پھر ایک اور جہت سے بھی انہیں طبی علاج ہی مرغوب تھا اور جس میں ان کے فلسفہ حیات کو بڑا دخل ہے ان کے نزدیک ڈاکٹری علاج کچھ بڑا مادی اور میکانکی قسم کا علاج تھا۔جس میں بدن کو محض مشین سمجھتے ہوئے صاحب بدن کے مزاج اور طبیعت کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ڈاکٹری دواؤں کی ترکیب اور تیاری دونوں میں نفع عامہ کی بجائے تجارتی اور کاروباری

اغراض کا غلبہ ہے اس کے برعکس طبی دوائیں ہیں کہ ان سے تجارت اور کاروبار میں کچھ زیادہ مدد نہیں ملتی۔ پھر یہ طریق علاج انسان کو انسان سمجھتا ہے اور مرض کے ازالے میں مزاج اور طبیعت، علیٰ ہٰذا خیالات اور جذبات ہر بات کا لحاظ رکھتا ہے لہٰذا اس کا نقطہ نظر ڈاکٹری علاج سے زیادہ مکمل ہے(۲۱)

جب آپ کے گردے میں پتھری کی تصدیق ہوگئی تو ڈاکٹروں نے اپریشن کا مشورہ دیا لیکن آپ نے اور دیگر احباب نے اپریشن کی مخالفت کی۔ آپ نے طبی علاج ہی کیا اور انہی ادویات کے ذریعے آپ کی پتھری خارج ہوئی ۱۵ جون ۱۹۲۸ کو خان نیاز الدین خان کے نام لکھا جدید طبی آلات کے ذریعے گردہ کا معائنہ کرایا گیا تو معلوم ہوا کہ گردہ میں پتھر ہے اور کہ عمل جراحی کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔ مگر تمام اعزا اور دوست عمل جراحی کے خلاف ہیں درد فی الحال رک گیا ہے اور میں حکیم نابینا سے علاج کرانے کی خاطر آج شام دہلی جا رہا ہوں (۲۲)

جب ڈاکٹر زیلتسر سے علاج کے بارے میں مشورہ ہونے لگا تو حضرت علامہ نے پھر ایک بار طب اسلامی کے برس ہا برس کے تجربے اور ایلوپیتھک علاج کی خامیوں پر بڑی عمدہ رائے دی جو ان کی طب اسلامی سے شغف کی دلیل ہے فرمایا میرا فیصلہ تو یہ ہے کہ علاج صرف طبی ہوگا یوں مشورے میں کوئی حرج نہیں۔ مجھے طبی ادویات پر زیادہ بھروسہ ہے۔۔۔طبی علاج سینکڑوں برس کے تجربات پر مشتمل ہے، سینکڑوں برس سے طبی ادویات آزمائی جا رہی ہیں۔ ان کی تاثیر اور فائدہ مندی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ انسانی مزاج، طبیعت اور جسم کے زیادہ قریب ہیں ایلو پیتھک دواؤں کا کیا ہے۔ ان کی تاثیر اور استعمال کے بارے میں کوئی رائے مستقلاً قائم نہیں رہتی۔ یوں بھی مجھے یہ دوائیں راس نہیں آتی (۲۳)

اسلامی طب کی ایک اور خوبصورت اور عمدہ پہلو کی طرف اشارہ کیا کہ طبیب کا ''ھوالشافی'' لکھنا یہ ایک رسم نہیں بلکہ ہم مسلمان ہین اور ہمارا ایمان کہ کوئی بھی مرض ہو دوا تو صرف ایک بہانہ ہے شفا دینے والی ذات تو پروردگار کی ہے اس لیے ایک طبیب جب یہ لکھتا ہے کہ وہی شفا دیتا ہے یا وہی شفا دے گا تو یہ ہمارے ایمان، ہماری تہذیب اور ہماری ثقافت کی ترجمانی ہو رہی ہوتی ہے جبکہ ایلو پیتھک ڈاکٹر ایسا نہیں کرتا حضرت علامہ نے فرمایا طبیب جب نسخہ تجویز کرتا ہے تو سرنامے پر ''ھو الشافی'' ضرور لکھتا ہے ڈاکٹر ایسا نہیں کرتا۔ بظاہر یہ ایک رسم ہے، ایک معمول، یا ایک روایت۔ لیکن اسے کچھ بھی کہیے یہی مظاہر ہیں کسی تہذیب کی حقیقی روح، مزاج اور ایمان ویقین کے۔ یوں ہی پتہ

چلتا ہیکہ کسی قوم کا تصورانسان، کائنات اور خالق کائنات کے بارے میں کیا ہے، یوں ہی اس کی روش حیات متعین ہوتی اور جذبات احساسات ایک مخصوص رنگ اختیار کرتے ہیں۔یوں ہی اس کی سیرت وکردار اپنے ایک جداگانہ نصب العین پر مرکوز ہو جاتی ہے اسے محض رسم، معمول یا روایت نہ کہیے ان باتوں کا زندگی سے گہرا تعلق ہے۔یہی باتیں ہیں جن سے قوموں کے ذوق حیات اور تہذیب و ثقافت کی ترجمانی ہوتی ہے جب تک کوئی قوم اپنے نصب العین پر قائم رہتی ہے، اپنی روایات کو زندہ رکھتی ہے اور اپنے اصل الاصول سے پیچھے نہیں ہٹتی عوام بے رہرو نہیں ہونے پاتی۔خواص ان کی رہنمائی کرتے ہیں قوم کے وجود ملی کو تقویت پہنچتی اور وہ اپنی ترقی اور کامرانی کی منزلوں میں بامید و اعتماد آگے بڑھتی، بلکہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے(۲۴)

آپ فرماتے تھے کہ طب کے بانی مسلمان ہیں اہل یورپ نے یہ فن مسلمانوں سے سیکھا ہے لیکن انہوں نے محنت کی، تجربات کیے، شب و روز کام کیا اور وہ آگے نکل گئے جبکہ مسلمانوں نے اس ورثے کو آگے نہیں بڑھایا نہ محنت، نہ تجربہ، نہ کوئی اجتہاد بلکہ اپنی اصل میراث بھی اوروں کے حوالے کر بیٹھے(۲۵)

حضرت علامہ نے فرمای: دراصل اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ نئے تجربات کے ساتھساتھ پرانے تجربات کو نظر انداز نہ کیا جائے۔نظری علوم میں تو ایسا کم ہوتا ہے لیکن ان علوم کے عملی اطلاق میں یا جب ان کی بنا پر کسی فن کی تشکیل ہوتی ہے تو یہ غلطی اکثر سرزد ہو جاتی ہے۔مثلاً طب میں کہ اہل یورپ نے اگرچہ یہ فن مسلمانوں سے سیکھا، اس کی علمی اور فنی اساسات کے لیے وہ مسلمانوں کے مرہون منت ہیں لیکن اپنی علمی ترقیات، اجتہادات اور اکتشافات کے زعم میں وہ اپنے پیشروؤں کے سرمایہ معلومات کو خاطر میں نہیں لاتے یہ انداز غلط ہے۔۔۔انہیں مسلمانوں سے سبق لینا چاہیے۔انہوں نے قدما کی خدمات کو کبھی اس رنگ میں نہیں دیکھا جیسے اہل یورپ مسلمان اطباء کی خدمات کو دیکھتے ہیں اور خوامخواہ یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جیسے ان کی حیثیت صرف متعین کی تھی۔ وی ایک طرح سے صرف بقراط اور جالینوس وغیرہ کی معلومات کے بھروسے زندہ تھے اور ان کے نہ کوئی اپنے اجتہادات ہیں نہ اکتشافات۔۔۔آپ حضرات کوشش کریں آپ کا فن زندہ رہے۔۔۔مگر یہ کام آسان نہیں اس کے لیے مطالعے کی ضرورت ہوگی تحقیق و تفحص کی، علوم جدیدہ سے واقفیت کی۔علم نے ترقی کی ہے اور علم ترقی کرتا رہے گا۔طب کی دنیا بھی بدلتی رہی اور بدلتی رہے گی، مگر ایک بات ہے کہ علم ترقی تو کرتا ہے مگر جزواجزوا۔۔۔آپ کی طب کے بہت سے نتائج آج بھی ویسے ہی صحیح ہیں

جیسے آج سے صدیوں پہلے تھے۔ان کا تعلق دواؤں سے ہے، تشخیص و تدبیر سے، غذاؤں سے، کوشش کیجیے یہ نتائج محفوظ رہیں۔ ابھی تو ہم اپنی طبی تصنیفات سے بھی شاید پوری طرح واقف نہیں۔ جدید علوم کی رعایت سے ان کے نقد و تفحص کا کام بھی باقی ہے(۲۶)

سید نذیر نیازی اور دیگر احباب سے ایک مرتبہ اپنی اس مدعا کا ظہار کیا کہ قرشی صاحب کو طب کے فروغ کے لیے ایک ادارہ بنانا چاہیے تا کہ وہاں سے لوگ طبیب بن کے نکلیں اور طب کو فروغ حاصل ہو حضرت علامہ نے فرمایا قرشی صاحب ماشاء اللہ سمجھ دار ہیں ۔ کیوں نہ وہ ایک طبی ادارہ قائم کریں۔ یوں ان کی شہرت پنجاب اور بیرون پنجاب میں پھیل جائے گی۔ ممکن ہے یہ امر طب کی ترقی کا باعث ہو۔۔۔طب قدیم ہو یا جدید، اس کی ترقی کا انحصار نوابغ پر ہے۔ عام دستور یہ ہے کہ ہر معالج امراض کے چند نسخے اور تدابیر یاد رکھتا اور پھر جیسے جیسے ضرورت پیش آتی ہے، علاج ع معالجے میں ان سے کام لیتا ہے اگر اس اعتبار سے بھی چند اچھے طبیب پیدا ہو جائیں اور سمجھ سے کام لیں تو غنیمت ہے ۔ یوں بھی طب کو فروغ ہوگا، گو اصل ضرورت اجتہاد فکر کی ہے، حذاقت اور طباعی کی (۲۷)

علامہ صاحب کو طب کے فروغ اور اسکے مستقبل سے بہت زیادہ دلچسپی تھی آپ چاہتے تھے کہ یہ فن پھلے پھولے اور اسکے لیے آپ چاہتے تھے کہ کوئی منظم کوشش کی جائے اس کے لیے کوئی تحریک شروع کی جائے کوئی ادارہ قائم کیا جائے اور اس کے لیے قرشی صاحب کوئی قدم اٹھائیں تا کہ طب اسلامی کو فروغ ہو اس کی نشو ونما ہو اس خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا طب کا مستقبل جب ہی ممکن ہے کہ اس کی حفاظت کے لیے کوئی منظم کوشش کی جائے۔ اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ پڑھے لکھے اور سمجھ دار اطبا باہم مل کر کوئی ادارہ قائم کریں، مثلاً پنجاب میں قرشی صاحب ہی اگر اس قسم کی کوئی تحریک اٹھائیں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی ادارہ قائم ہو جائے اور طب کے نشو ونما کی ایک صورت نکل آئے (۲۸)

علامہ صاحب کو طبی ادویات پر اس قدر اعتماد تھا کہ مختلف انگریزی ادویات بھی جاری تھیں ڈاکٹروں کا علاج بھی جاری تھا لیکن آپ طبی ادویات اور حکیم صاحب کا علاج چھوڑنے پر بالکل آمادہ نہیں تھے آپ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ کسی بھی ڈاکٹر کا علاج کیوں نہ ہو ساتھ طبی علاج جاری رہے گا اور وہ طبی مرکبات اسی طرح استعمال کرتے رہیں گے فرمایا حسب ضرورت طبی ادویات کا استعمال جاری رہے گا (۲۹)

طب اسلامی مسلمانوں کا ترکہ ہے اور اقبال کی یہ خواہش تھی کہ مسلمان نہ صرف اس ورثے کو اپنائیں بلکہ اس کی تجدید کریں۔طب کی ضرورت زمانہ قدیم ہی سے رہی ہے اور دور جدید میں بھی اس کی شدید ضرورت ہے لیکن مسلمان باقی امور کی طرح اس سے بھی غفلت برت رہے ہیں اور ان کی معلومات طب کے حوالے سے بڑی ناقص ہیں۔علامہ صاحب نے فرمایا کہ پتہ نہیں مسلمان اپنے اس ورثے کے بارے میں کب سوچیں گے اور اس کو کب ترقی دیں گے آپ نے فرمایا ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ طب کا علم سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہوتا کیونکہ اس کی ضرورت زمانہ قدیم ہی سے محسوس ہو رہی تھی، لیکن حالت یہ ہے کہ طب کے بارے میں ہمارا علم بڑا ناقص۔اس سے تو کچھ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اسے شاید سب سے آخر میں، یعنی جملہ علوم کی تکمیل کے بعد ہی ترقی ہو گی (۳۰)

علامہ نے فرمایا تبدیلی علاج کیا ضروری ہے؟ مگر تبدیلی ہو بھی تو کیا؟ مجھے تو صرف طبی علاج پر ہی اعتماد ہے۔ایلو پیتھک دواؤں سے کوئی فائدہ نہیں ہوا (۳۱)

علامہ صاحب کو انگریزی ادویات سے نہ تو کوئی فائدہ ہوا اور نہ یہ ادویات آپ کے مزاج کو راس آ رہی تھیں جبکہ طبی مرکبات آپ کے مزاج کو راس آتے تھے علامہ صاحب نے فرمایا علاج معالجے کا فیصلہ تو معالجین ہی کر سکتے ہیں لیکن یہ کیا بات ہے کہ ایلو پیتھک دواؤں سے مجھے خاص فائدہ نہ ہوا۔ میں یہ دوائیں استعمال کرتا ہوں تو طبیعت منقبض ہو جاتی ہے۔میرے مزاج کو تو طبی مرکبات ہی راس آتے ہیں (۳۲)

آپ نے اپنے زیر استعمال بہت سے طبی مرکبات پر بھی بڑے عمدہ اور خوبصورت تبصرے کیے ہیں اور ایک مرکب ''روح الذہب'' کے متعلق دو شعر بھی لکھے جو انوار اقبال میں موجود ہیں

ہے دو روحوں کا نشیمن پیکر خاکی
رکھتا ہے بے تاب دونوں کو مرا ذوق طلب
ایک جو اللہ نے بخشی ہے مجھے صبح ازل
دوسری ہے آپ کی بخشی ہوئی ''روح الذہب'' (۳۳)

☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ سورۃ النور:۶۱

۲۔ سورۃ البقرۃ:۱۸۴

۳۔ سورۃ البقرۃ:۱۹۶

۴۔ سورۃ

۵۔ صحیح مسلم، باب السلام: حدیث نمبر۲۲۰۴

۶۔ صحیح بخاری، باب الطب:۱۱۳۰، سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:۳۴۳۹

۷۔ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:۳۴۳۸

۸۔ مسند امام احمد:۲۷۸

۹۔ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:۳۴۳۷، مسند امام احمد:۴۱۲، ترمذی:۲۰۶۶

۱۰۔ کلیات اقبال اردو، اقبال اکادمی، لاہور طبع ششم ،۲۰۰۴، بانگ درا،ص ۱۹۱

۱۱۔ لطیف احمد شیروانی، حرف اقبال، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد،۱۹۸۴،ص ۸۴۔۸۵

۱۲۔ سید مظفر حسین برنی، کلیات مکاتیب اقبال، جلد دوم، ترتیب پبلشرز، لاہور، ندارد،ص ۲۸۰

۱۳۔ حیات اقبال کے چند مخفی گوشے،ص ۳۸۶

۱۴۔ بشیر احمد ڈار، انوار اقبال، اقبال اکادمی، لاہور، طبع دوم، ۱۹۷۷،ص ۲۹۲

۱۵۔ کلیات مکاتیب اقبال، جلد دوم،ص ۳۵۴

۱۶۔ ایضا،ص ۲۶۰

۱۷۔ ایضا،ص ۱۲۵

۱۸۔ ایضا ۱۱۰

۱۹۔ کلیات مکاتیب اقبال، جلد اول، ترتیب پبلشرز، لاہور، ندارد،ص ۵۳۸

۲۰۔ کلیات مکاتیب اقبال، جلد دوم، ص۴۹۹

۲۱۔ سید نذیر نیازی، مرتب، مکتوبات اقبال، اقبال اکادمی، لاہور، طبع دوم، ۱۹۷۷ء، ص۱۴۰، ۱۴۱

۲۲۔ کلیات مکاتیب اقبال، جلد دوم، ص۵۱۸

۲۳۔ سید نذیر نیازی، اقبال کے حضور، جز و اول، اقبال اکادمی، کراچی، طبع اول، ۱۹۷۱ء، ص۳۸۷

۲۴۔ ایضاً، ص۳۹۱

۲۵۔ ایضاً، ص۳۹۳

۲۶۔ انوار اقبال، ص۱۲۵

۲۷۔ اقبال کے حضور، ص۱۸۴

۲۸۔ ایضاً، ص۲۴۵

۲۹۔ ایضاً، ص۲۷۹

۳۰۔ ایضاً، ص۳۰۷

۳۱۔ ایضاً، ص۳۶۴

۳۲۔ ایضاً، ص۳۶۵

۳۳۔ انوار اقبال، ص۳۰۸